امیر و مامور

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۳

تحریکِ اسلامی کا منصب ایک آزمائش

جماعت اسلامی کے امیر، اس کے رہنما اور اس کے لیڈر کا انتخاب وہ نوعیت نہیں رکھتا جو کسی اور جماعت کا ہو سکتا ہے۔

اس منصب پر جس شخص کو فائز کیا جائے، وہ مبارک باد کا مستحق نہیں بلکہ اظہار ہمدردی، رحم اور ترس کا مستحق ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے اوپر ایک ایسے کام کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے جس میں اگر اس سے کوتاہی ہو جائے یا ادائے فرض میں کسی حد تک بھی دانستہ خامی رہ جائے تو وہ دنیا میں ہی ارکان کے سامنے جواب دہ نہیں ہے اور دنیا میں ہی جماعت کے لیے نقصان دہ نہیں بلکہ آخرت میں بھی اس کے لیے جواب دہ ہے۔ کیونکہ اس جماعت نے یہ کام اپنے ذمے لیا ہے کہ خدا کے دین کو اس کی زمین پر عملاً قائم کیا جائے اور اس راستے میں جو طاقتیں بھی حائل ہوں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ ان کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کی جائے۔ اور ان کی مزاحمت کرنے کی صورت میں

مولانا نے یہ تقریر امارت کی حلف برداری کے موقع پر فرمائی تھی۔

جو آفت اور جو مصیبت بھی نازل ہو اس کو برداشت کرے اور عام ارکان سے زیادہ مصائب برداشت کرے۔ اس وجہ سے میں اپنے پُرانے رفیق اور دست بازو میاں طفیل محمد صاحب سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں کہ جماعت نے پھر ان پر یہ ذمہ داری عائد کر دی۔ حالانکہ انہوں نے پچھلے پانچ سال اتنی سخت محنت کی ہے اور دین کی خدمت میں اتنا کچھ برداشت کیا ہے کہ اب حقیقت میں وہ رحم کے مستحق تھے۔ تاہم میں اس پر خوش بھی ہوں کہ جماعت نے اسی شخص کو دوبارہ منتخب کیا ہے جو شخص جماعت کے اندر اس کام کے لیے سب سے زیادہ موزوں تھا۔ جو ابتدا سے جماعت کے پورے نظام کو سمجھنے اور تحریک کو چلانے میں میرے ساتھ شریک رہا۔ اور اس قدر جماعت کے نظام اور تحریک کو سمجھنے والا اور شاید ہی کوئی ہو۔

اِس موقعے پر میں دو چیزوں کو الگ الگ بیان کروں گا۔ پہلی جماعت میں امیر جماعت کی ذمّہ داری، دوسری جماعت میں کارکنوں اور ارکان کی ذمہ داریاں امیر کے ساتھ۔

امیرِ جماعت کی ذمّہ داریاں

امیر جماعت کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے اندر ساتھیوں کو لے کر چلنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور ان کے اوپر اس طرح حکم چلانے کی کوشش نہ کرے، جس سے ان کے اندر ضد یا بد دلی پیدا ہو۔ بلکہ دلی رفاقت، دلی محبّت اور دِلی خلوص کے جذبے سے ان کو متاثر کرے۔ اور ارکانِ جماعت اُس کے حکم کے منتظر نہ

رہیں، بلکہ اس کا منشا سمجھ کر ہی تعمیل کے لیے آمادہ ہوں۔ امیر جماعت کے حکم دینے کی بہت کم ضرورت پیش آتے۔ ارکانِ جماعت کے اندر یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ وہ اس امر کا لحاظ رکھیں کہ ان کا امیر کیا چاہتا ہے۔ اور ان کو کس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ اس سے انحراف اگر درست ہو سکتا ہے تو صرف اس صورت میں کہ جب وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کر رہا ہو، یا آپ محسوس کریں کہ وہ مصلحت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے جس چیز کو بھی آپ محسوس کریں آپ کا فرض ہے کہ امیر جماعت کے ساتھ اخلاص سے بات کر کے اس تک اپنا اعتراض پہنچائیں اور امیر جماعت کا بھی فرض ہے کہ جب اس کو لوگوں میں اس کی کسی بات پر عدم اطمینان کا احساس ہو تو وہ انہیں مطمئن کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف قرآن میں یہ فرمائی گئی ہے کہ تم درشت خو اور سنگ دل ہوتے تو یہ مسلمان جو تمہارے گرد جمع ہوئے ہیں وہ تمہیں چھوڑ کر الگ ہو چکے ہوتے۔ اس میں اس چیز کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جماعت کے اندر اس کے رہنما کی حیثیت کیا ہونی چاہیے۔

اس کی حیثیت یہ ہونی چاہیے کہ:

وہ ارکان جماعت سے محبت کرے اور ارکان اس سے محبت کریں۔

اس کی حیثیت یہ ہونی چاہیے کہ ارکان جماعت اس کے خلوص پر اعتماد کریں۔ اور وہ ارکان جماعت کے خلوص پر اعتماد کرے۔

اس کو جماعت کے اندر رحیم، شفیق، ہمدرد اور مونس و غمخوار ہونا چاہیے۔

اپنی جماعت سے تعلق رکھنے والے ارکان اور کارکنوں کی ہر تکلیف میں اسے ان کا ساتھی ہونا چاہیے۔

امیر جماعت کے لیے ارکان جماعت بھی دعائے خیر کریں اور وہ بھی ارکانِ جماعت کے لیے دعائے خیر کرے۔

ارکان اور کارکنوں کی ذمّہ داریاں

جماعت کے ارکان اور اس کے کارکنوں سے میں کہوں گا کہ ان کا یہ کام ہے کہ وہ معروف میں اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ ایک اسلامی نظام جماعت میں جو شخص بھی امیر ہوتا ہے اگرچہ اس کو منتخب تو کرتے ہیں جماعت کے ارکان، لیکن حقیقت میں وہ جماعت کے اندر نائب رسول ہوتا ہے۔ اس لیے ان سب لوگوں پر جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی اطاعت لازم ہے۔ یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ جماعتی فیصلے لازماً ہر شخص کی مرضی اور خواہش کے مطابق نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں کوئی جماعت بھی ایسی نہیں ہے جس کے اندر جماعتی فیصلے اس جماعت کے ہر رکن اور ہر کارکن کو پسند ہوں اور اس کی پسند کے مطابق ہوں۔ لازماً کہیں نہ کہیں اختلاف یا ناراضی کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ کہیں نہ کہیں آدمی غیر مطمئن ہوتا ہے۔ لیکن جب جماعتی فیصلہ ہو جائے اور امیر جماعت جماعت کے نظم کے تحت ایک چیز کا فیصلہ کر لے تو

پھر چاہے وہ فیصلہ آپ کو ناگوار ہو یا خوش گوار آپ کا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیل کریں۔ اِلّا یہ کہ وہ معروف کے مطابق نہ ہو۔

معروف سے مُراد یہ ہے کہ وہ نیکی اور وہ بھلائی جس کو ہر آدمی اپنے ضمیر میں جانتا ہے کہ یہ نیکی اور بھلائی ہے۔ اگر امیر جماعت معروف کے مطابق حکم دے رہا ہے اور شریعت کے خلاف وہ حکم نہیں ہے تو پھر اس کی پیروی کیجیے۔ البتہ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ اس نے شریعت کے خلاف حکم دیا ہے تو پھر آپ کا فرض یہ ہے کہ آپ امیر جماعت سے بھی کہیں، مجلس شوریٰ میں بھی کہیں اور مجلسِ عاملہ میں بھی کہیں کہ میرے نزدیک امیر کا فلاں حکم شریعت کے فلاں حکم سے ٹکراتا ہے اگر وہ آپ کو مطمئن کر دے کہ وہ حکم شریعت کے حکم سے نہیں ٹکراتا تو پھر آپ کو تسلیم کرنے کے لیے سر جھکا دینا چاہیے ورنہ کوئی جماعت اور کوئی نظامِ جماعت بھی اپنا کام نہیں کر سکتا۔

اگر ہر آدمی کا رویہ یہ ہو کہ وہ امیر جماعت یا مجلس عاملہ یا شوریٰ کے فیصلوں پر محض اس بنا پر ناراض ہو کہ وہ فیصلے اسے پسند نہیں اور وہ اس طرح اپنے اندر ناخوشی پیدا کرے جیسے اُسے کوئی زخم آ گیا ہے تو پھر کام نہیں چل سکتا۔ یہ چیز اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ آدمی جماعت میں داخل ہونے کے بعد اپنے دل سے کبر نہ نکال دے۔ اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھنا ہی بیماری کی جڑ ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود بنی اسرائیل کی درخواست پر ان کے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو کہاں سے ہم پر حکمرانی کا حق پہنچتا ہے ہم تو خود اس کے اہل ہیں، بس یہی کبر ہے

یہی کبرِ نفس ہے، کبرِ نفس اسلام کے راستے میں سب سے بڑا مانع ہوتا ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں بھی جن لوگوں کے اندر کبر تھا، وہ اسلام میں آنے کے بعد پھر مرتد ہو گئے اس لیے کہ حضورؐ کے احکام ان کی مرضی اور خواہش کے مطابق نہیں ہوتے تھے۔

جماعت کے ارکان کا یہ کام ہے کہ وہ کبر کو دل سے نکالیں اور کبر کبھی ایسے شخص کے دل میں نہیں ہوتا ہے جو اپنی حقیقت کو جانتا ہو کہ میں کیا ہوں کس طرح پیدا ہوا ہوں، میں کس طرح بچے سے جوان ہوا ہوں اور جوان سے بوڑھا ہوا ہوں۔ اور میری کیا حیثیت ہے اس دنیا کے اندر ایک ٹھوکر لگ جائے تو میں ختم ہو سکتا ہوں، ایسا آدمی اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھ سکتا۔ اس کے دماغ میں بڑائی کی ہوا پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ کبریائی خدا کے سوا اور کسی کے لیے نہیں ہے، تو جب کبر نکل جائے گا عاجزی پیدا ہوگی انکسار آئے گا تو آدمی اپنی حقیقت کو خود سمجھ لے گا۔ عرفانِ نفس اس کو حاصل ہوگا۔ اس صورت میں وہ اطاعت سے مُنہ نہیں موڑ سکتا۔ اگر جماعت کے ارکان کی اکثریت امیر پر مطمئن ہے اور مجلسِ شوریٰ کی اکثریت امیر جماعت کے ساتھ ہم نوا ہو کر کوئی فیصلہ کرے تو چاہے آپ کو گوارا ہو یا ناگوار اس کی اطاعت کیجیے، اس کی پیروی کیجیے اور اپنے آپ کو یہ نہ سمجھیے کہ باقی سب نالائق ہیں ایک میں ہی لائق ہوں۔ اس لیے کہ یہ بڑائی کا خیال ہے اسے اپنے دماغ سے نکال دیجیے۔